سوال

(619)مال تجارت میں زکواۃ کا کیا طریقہ ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مال تجارت میں زکواۃ کا کیا طریقہ ہے۔ نفع پر ہے یا راس المال پر۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

شرعی حساب آجکل تخمیناپچاس روپے کا ہے۔ مال تجارت میں بھی اصل مال میں فی سینکڑہ دوروپیہ آٹھ آنہ کی زکواۃ ہے۔

تشریح

کیا فرماتے ہیں علماء دین مقتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مال تجارت میں زکواۃ فرض ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

جواب۔ مال تجارت میں زکواۃ فرض ہے۔ بدلیل اس آیت کے۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ٢٦٧ سورة البقرةواضح ہو کہ کسب میں دستکاری اور بیع وشریٰ داخل ہے۔ بدلیل روایت احمد بن حنبل کے رافع بن خدیج سے

"قال قیل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الکسب اصیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور" (رواہ احمد کذافی المشکوۃ)

بنا براس کے امام بخاری نے ایک باب منعقد کیا ہے۔ زکواۃ کسب اور تجارت میں یعنی ان دونوں صورتوں میں زکواۃ واجب ہوتی ہے۔ یعنی جو مال کسب ودستکاری اور بیع وشریٰ سے بقدر نصاب کے حاصل ہو۔ اس میں زکواۃ واجب ہوگی۔ اس لئے کہ رسول خدا ﷺ نے کسب مطلق میں کسب تجارت کو شامل کیا اور آیۃ۔ أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ ٢٦٧ سورة البقرة سے فرضیت زکواۃ کی اظہر من الشمس ہے اجماعاً تو مکسوبہ تجارت میں بھی زکواۃ بلاشبہ واجب ہوگی۔ اسی واسطے اس پر بھی اجماع منعقد ہوا۔ منکر اور مخالف اس کا مذاق قرآن مجید اور محاورہ لسان العرب سے محفوظ وماہر نہ ہوا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ٢٦٧ سورة البقرة

اورشاہ ولی اللہ محدث دہلوی والدماجد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ازالۃ الخفاء میں فرماتے ہیں۔

"الشافعی عن ابن عمرو ابن حماس ان اباہ قال مررت بعمر بن الخطاب وعلی اذمۃ احملہا فقال عمر الاتوري زکوۃ یا حماس فقلت یا امیر المومنین مالی غیر ہذاالذي علی ظہري واہبۃ فی القرظ قال ذلک مال فضع فوضعتہا بین یدیہ فحسبہا فوجدہا قد وجبت فیہا الزکوۃ فاخذ منہا الزکوۃ انتہی مافی ازالۃ الخفاء"

یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اگرچہ لفظاً موقوف ہے۔ مگر باعتبار حکم کے مرفوع ہے۔ کیونکہ جس امر میں رائے کو دخل نہیں اس کو صحابی اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا۔ جب تک حضرت رسول مقبول ﷺ سے نہ سنا ہو۔ جیسا کہ اہل حدیث اور فقہ پر مخفی نہیں ہے اور اس آیت کریمہ۔ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ٢٤ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ٢٥ ۔سے بھی مال تجارت میں فرضیت زکواۃ ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ فی اموالھم میں مال تجارت بلاریب شامل ہے۔ بدلیل اس آیت کے۔

لَاتَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ٢٩ سورۃ النساء

چنانچہ تفسیروں میں مذکور ہے۔ لہذا تفسیر عزیزی میں پہلی آیت کا اس طرح پر ترجمہ کیا ہے۔ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ یعنی وکسانیکہ درجمع انواع مالہائے ایشاں از نقد و محصول زراعت ومال تجارت وبردہ حق معلوم یعنی حقے است مقرر کردہ شدہ ومعین نمودہ کہآں زکواۃ استوصدقہ فطر انتہیٰ مختصرا۔ اور ماہرین شریعت پر واضح ہے کہ صلوۃ حق بدن ہے۔ اور زکواۃ حق مال ہے۔ اور مال تجارت جنس مال میں بلاریب شامل ہے۔ اسی واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکواۃ سے جہاد کیا جیسا کہ صحاح ستہ سے معلوم ہوتا ہے او اکتساب تین وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ یا مواشی سائمہ یا زراعت یا تجارت سے لہذا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ للہ لبالغہ میں فرماتے ہیں۔

"الاموال النامیۃ ثلثۃ اصناف الماشیۃ المتناسلۃ السائمۃ والزروع وجنی الثمرات فی کل سنۃ وہی اعظم انواع الزکوۃ قدر الحول لہا ولانہا تجمع مختلفۃ الطبائع وہی مظنۃ النماء وہی مدۃ صالحۃ لمثل ہذہ التقدیرات انتہی کلامۃ"

اور سابق معلوم ہوچکا کہ بیع کسب میں داخل ہے بدلیل روایت امام احمد کے رافع بن خدیج سے اور بیع عبارت ہے دوران مال تجارت سے تو نص قرآنی سے زکواۃ مال تجارت میں بھی فرض ہوئی کیونکہ صیغہ انفقوا کا آیۃ أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ میں واسطے وجوب فرضی کے ہے۔ علی الاطلاق تو فرضیت زکواۃ مال تجارت میں قرآن مجید سے ثابت ہوئی۔ باقی رہی حدیث ابو داؤد کی جو دربارہ زکواۃ مال تجارت کے وارد ہے۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔

"عن سمرۃ بن جندب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذي نعدہ للبیع" (رواہ ابوداؤد۔ واسنادہ لین کذافی بلوغ المرام)

سو یہ حدیث دلیل مستقل فرضیت زکواۃ مال تجارت پر نہیں ہے۔ بلکہ وہ دلالت کرتی ہے نص آیت۔ انفقوا من طیبات ما کسبتم اور سند اجماع پر اور یہ حدیث سند اجماع کے واسطے کافی ہے۔ اگرچہ سند اس کی لین وضعیف ہے اور فی نفسہ قوی نہیں۔ کہ موجب اسکات ہو۔ البتہ اجماع سے اس میں قوت آگئی۔ چنانچہ تفصیل اور تشریح اس کی بحث اجماع میں مذکور ہے۔ کما لایخفی علی الماھر باقوال العلماء من المتقدمین والمتاخرین واللہ اعلم بالصواب فاعتبروھا یا اولی الابصار حررہ سید محمد نزیر حسین عفی عنہ 3 ماہ ربیع الثانی 1298 ہجری) (فتاویٰ نزیریہ جلد اول ص 503)

دیگر 1۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس کے پاس مکان رہنے کا نہیں ہے یا کپڑا پہننے کو نہیں ہے۔ یا کبھی کبھی اس کے پاس روزمرہ کا کھانا رہتا ہو یا جس کے پاس یہ سب چیزیں موجود ہوں مگر قرض اس کے زمہ زیادہ ہے۔ تو ان سب صورتوں میں زکواۃ لینے کے قابل ہے یا نہیں 2۔ وقت چاند دیکھنے کے کوئی شخص اگر انگلی سے بتائے تو آیا اس میں گناہ ہے یا نہیں۔ اور وہ مکروہ بھی ہے یا نہیں؟

جواب۔ 1

1۔ ان سب صورتوں میں اس کوزکواۃ لینا درست ہے۔ 2۔ اس میں کچھ گناہ نہیں۔ اور مکروہ بھی نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب) حررہ سید شریف حسین۔ (بحوالہ مذکور) سید محمد نزیر حسین۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ امرتسری]

جلد01ص761

محدث فتویٰ